☆ محمد عمر فاروق

ایک گمنام شاعر...... سید ابوذر بخاری

"سید ابوذر بخاری ۱۳؍ دسمبر ۱۹۲۶ء کو امرتسر کے محلّہ کٹڑہ مہاسنگھ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گھر پر ہی حاصل کی۔ والدہ ماجدہ سے تعلیم قرآن کریم کا آغاز کیا اور پھر مشہور قاری جناب قاری کریم بخش سے قرآن کریم حفظ کیا۔"(۱) آپ کے والد سید عطاء اللہ شاہ بخاری برصغیر کے معروف عالم وخطیب تھے۔

قرآن مجید کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد آپ دینی علوم کے حصول کے لیے جالندھر چلے گئے۔ جہاں "۱۹۴۰ء میں" مدرسہ خیر المدارس "میں داخل ہوئے۔ تعلیم کے آخری سال تقسیم ملک کا معاملہ پیش آگیا۔ چنانچہ ان کا ایک تعلیمی سال ضائع ہوگیا۔ آپ اپنے والدین کے ہمراہ ہجرت کر کے ملتان آباد ہوگئے۔ خوش قسمتی سے ۱۹۴۸ء میں مدرسہ خیر المدارس ملتان منتقل ہوگیا۔ اور آپ وہاں سے سند فراغت حاصل کرنے والی پہلی جماعت میں شامل ہوگئے۔"(۲)

دورہ حدیث کی تکمیل کے ساتھ ہی آپ دینی تعلیم سے فارغ ہوگئے۔ دوران تعلیم مدرسہ کے مدیر مولانا خیر محمد جالندھریؒ سے خصوصاً شرفِ تلمذ حاصل کیا اور ان کی خاص شفقتوں، عنایات اور توجہات کا مرکز رہے اور پھر "استاذِ محترم کے حکم سے اسی مدرسہ میں چند برس حدیث، فقہ اور ادب کے اسباق پڑھائے۔ اس کے ساتھ ساتھ اپنے محلّہ کی ایک مسجد میں مدرسہ حریتِ اسلامیہ قائم کیا اور بعد ازاں جدید تعلیم دینے کے لیے ایک سیکنڈری سکول بھی قائم کیا۔"(۳)

علم و ادب کے ساتھ آپ کا بچپن سے ہی لگاؤ تھا اور طبیعت شروع ہی سے عربی اور

☆ محمد عمر فاروق

اُردو ادب کے مطالعہ کی طرف مائل تھی۔ آپ نے اپنی ادبی سرگرمیوں کے اظہار اور تنظیم کے لیے حلقہ احباب جمع کیا اور "۱۹۵۰ء میں ایک ادبی تنظیم "نادیۃ الادب الاسلامی" قائم کی۔ جس کے سرپرست ممتاز ادیب علامہ طالوت تھے۔(جنہوں نے علامہ محمد اقبال اور سید حسین احمد مدنی کے درمیان واسطہ بن کر "نظریہ قومیت" پر خط و کتابت کرائی تھی)۔"(۴)

تنظیم کی سرگرمیوں کی اشاعت کے لیے ایک ادبی جریدے کی ضرورت محسوس ہوئی تو آپ نے باقاعدہ ڈیکلیریشن کے لیے درخواست دے دی۔ بڑی مشکل سے ڈیکلیریشن ملا اور آپ نے ایک علمی و ادبی جریدہ سہ ماہی "مستقبل" (ملتان) کے نام سے جاری کیا۔

"پھر سہ روزہ "مزدور" جاری کیا۔ مزدوروں کے حقوق کے لیے اسلامک ٹریڈ یونین بنائی اور ایک وقیع علمی مقالہ "اسلام اور مزدور" کے عنوان سے لکھا۔ کسانوں کے لیے اسلامی کسان کمیٹی بنائی اور "اسلام اور کسان" کے عنوان سے تحقیقی مضمون تحریر کیا"۔(۵)

الغرض!" آپ نے علم و ادب اور تاریخ کو اپنا پسندیدہ موضوع بنایا اور عمر بھر مطالعہ کتب میں غوطہ زن رہے۔ صحافت شاعری' افسانہ' مطالعہ مذاہب' تقریر' بیان' تفسیر' علم لغت' علم الانساب...... ہر وادیٔ سخن اور ہر میدانِ علم میں جوہر دکھائے اور ہمعصروں سے داد پائی۔ سہ ماہی "مستقبل" سہ روزہ "مزدور" روزنامہ "آزاد" روزنامہ "نوائے پاکستان" اور پندرہ روزہ "الاحرار" کی فائلوں میں ان کی تلخ نوائی سنی جاسکتی ہے اور ان کے بانکے قلم کی پھبن دیکھی جاسکتی ہے۔"(۶)

سید ابوذر بخاری زندگی بھر اصلاحِ معاشرہ' تبلیغ دین اور خدمت خلق میں مصروف رہے اور بالآخر ۲۴ر اکتوبر کو تقریباً ستر برس کی عمر میں اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔

بقول ڈاکٹر ابو سلیمان شاہ جہان پوری "ابوذر بخاری اپنی ذات میں بے شمار علمی' ادبی اور اعلیٰ ذہنی صلاحیتوں اور اخلاقی محاسن کا مجموعہ تھے اور وہ ایک یادگارِ زمانہ شخصیت کے مالک تھے۔"(۷)

سید ابوذر بخاری اپنے عہد کے بہت اچھے شاعر تھے۔ لیکن ان کی شاعری پر ان کی قد آور علمی شخصیت اس قدر حاوی ہوئی کہ وہ بحیثیت شاعر ممتاز نہ ہو سکے۔ جبکہ دوسری اہم وجہ اپنے کلام کی اشاعت سے ان کی طبیعت کی بے نیازی تھی۔ اس لیے ان کے کلام کا معتدبہ حصہ زیورِ طباعت سے آراستہ نہ ہو سکا اور بجائے بحیثیت شاعر ابھرنے کے گمنام ہو کر ادب شناوروں کی نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ وگرنہ

سید ابوذر بخاری کی شاعری کم اہمیت کی حامل نہ تھی کہ اسے معاصر ادب میں اپنا مقام بنانے میں کوئی مشکل درپیش ہوتی۔ ان کا مکمل غیر مطبوعہ دیوان ان کے لواحقین کے پاس قلمی بیاض کی صورت میں محفوظ ہے۔ جس کی ضخامت تقریباً دو سو صفحات ہے۔

حیرت ہوتی ہے کہ سید ابوذر بخاری نے خود بھی ایک ادبی جریدہ "مستقبل" جاری کیا۔ جبکہ پندرہ روزہ "الاحرار" تادم واپسیں ان کی زیر ادارت شائع ہوتا رہا۔ لیکن ان رسالوں میں بھی ان کا اشاعت پذیر ہونے والا کلام گنتی کی چند غزلوں اور نظموں پر مشتمل ہے۔ حالانکہ ان کے دیوان پر نظر کرنے کے بعد وثوق کے ساتھ یہ کہا جاسکتا ہے کہ ان کی شاعری اپنے اندر اتنی بھرپور توانائی رکھتی ہے کہ اسے عصری ادب کے گنے چنے جواہر پاروں کے ساتھ رکھا جاسکتا ہے۔

سید ابوذر بخاری کے نزدیک شاعری کی تعریف کچھ اس طرح ہے۔

"کائنات اور انسان کے فطری حسن کی جاذبیت اور کسی شے یا شخص کی چاہت کے جذبہ کو محبت سے تعبیر کر کے اسے اپنانے کے لیے دل ودماغ کی مرتب اور مربوط لفظی و معنوی سعی وریاضت کا ہی دوسرا نام شاعری ہے۔"(۸)

نعت اردو شاعری کے آغاز سے ہی شعراء کے دواوین کا لازم حصہ رہی ہے۔ عرفی کے نزدیک نعت کہنا تلوار کی دھار پر چلنا ہے کہ نعت کہتے وقت ہر لمحہ یہ خیال دامن گیر رہتا ہے کہ کہیں قلم رداء الٰہی کی جلالت مآبی کو نہ چھولے یا خامہ بدھن بارگاہ رسالت علیہ الصلوٰۃ والتسلیم میں کسی لغزش کا موجب نہ بن جائے۔ کیونکہ مخاطب وہ ذات عظیمہ صفاتؐ ہے۔ جن کی بارگاہ میں جنیدؒ و بایزیدؒ بھی "نفس گم کردہ" آنے کی جسارت کرتے ہیں۔ سید ابوذر بخاری نے کمالِ احتیاط کے ساتھ اور افراط و تفریط سے بچ کر اعتدال و توازن کو برقرار رکھتے ہوئے نعت لکھی ہے۔ ان کے نعتیہ اشعار التجائیہ لہجہ لیے ہوئے ہیں۔ سید ابوذر بخاری اپنی بے چارگی، کم مائیگی اور درماندگی کا بھرپور اعتراف کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

کہاں حم و مزمل، کہاں اک بندہ احقر — قیاس احمدؐ سے لرزتی ہے زباں میری
دلِ صد چاک کے ٹکڑے بطور نذر لایا ہوں — قبولِ آستاں ہو جائے جنس رائیگاں میری(۹)

درد و غم لے کے آخر کہاں جائیں ہم اہل دل کی یہاں کوئی قیمت نہیں
آپ ہی ہاتھ اپنا بڑھا دیجئے، ورنہ تنہا ہی بے راہبر جائیں گے۔
راستہ ہے کٹھن اور سفر پر خطر، پھر بھی کچھ غم نہیں

اپنا سایہ ہی سمجھیں مگر ساتھ لیں، پھر تو ہم باخبر بے خطر جائیں گے
غنچہ ہائے تبسم، سخن کے گہر، آپ کی ہی نگاہوں کے برق و شرر
ہوش و حیرت کے دامن میں سمٹے ہوئے ساتھ تا حد فکر و نظر جائیں گے
آپ کو ہے قسم آپ کے حسن کی، آپ ہرگز نہ مستور ہوں باخدا۔
آپ کا روئے انور ہے قبلہ نما، سارے سجدے اسی سمت پر جائیں گے(۱۰)

بارگاہِ نبوی میں اذنِ حضوری کا سندیسہ ملنے پر ابوذر بخاری کا دل مچل جاتا ہے اور وہ اپنی بے کراں خوشی اور مسرت کا اظہار اس طرح کرتے ہیں۔

اُن کی چشم عنایت ہوئی ملتفت مجھ سے عاصی کو ان کا پیام آ گیا
عمر بھر کے ترستے ہوئے رند کو بادۂ عشق و مستی کا جام آ گیا
ایک ذرہ بنا رشکِ شمس و قمر بادشاہوں کی صف میں غلام آ گیا(۱۱)

سید ابوذر بخاری نے درونِ دل کے اظہار کے لیے غزل کو بھی ذریعہ ابلاغ بنایا۔ ان کی غزل میں عشق حقیقی کو موضوع بنایا گیا ہے۔ وہ عشق مجازی کی بجائے عشق حقیقی کو منتہائے مقصود سمجھتے ہیں۔ اس لیے وہ پاکباز عشق کے قائل ہیں اور ان کے نزدیک اس کا محور خالقِ دو جہاں ہے۔ جس کی خاطر وہ اپنی ہر متاعِ حیات کو بھی قربان کر دینا باعثِ صد افتخار و سعادت خیال کرتے ہیں۔

محبت کی سرفرازی کا ساماں کر رہا ہوں میں متاعِ دل، رہین عشق جاناں کر رہا ہوں میں
جہانِ یاس کو رشکِ گلستاں کر رہا ہوں میں فضائے غم، بچشم نم، گل افشاں کر رہا ہوں میں
فسونِ عشق کی گزریں جنوں انگیزیاں حد سے کہ ہر ذرہ کو پھیلا کر، بیاباں کر رہا ہوں میں
چمکتا ہوں سمائے صدق پر بدر وفا بن کر شب تاریک فرقت کو فروزاں کر رہا ہوں میں
مجھے کیوں لذتیں نہ ہوں درد محبت کی رہین کاوش نشتر، رگِ جاں کر رہا ہوں میں(۱۲)

حسن کی عشوہ ادائیاں جتنی زیادہ ہوتی جاتی ہیں۔ عشق کی جنوں خیزیوں میں اس سے کہیں زیادہ اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ حسن کی کج ادائیوں اور خود نمائیوں پر عشق دل برداشتہ نہیں ہوتا۔ بلکہ اسے ان پر بھی پیار آنے لگتا ہے۔ ابوذر بخاری نے حسن و عشق کی ان گھاتوں اور وارداتوں کا اتنے قریب سے مشاہدہ کیا ہے کہ یہ اُن کی اپنی وارداتِ قلب محسوس ہونے لگتی ہے۔

صبا کے ہاتھ پھولوں کو جو پیغام بہار آیا جنونِ عقل پرور کے لیے وقت قرار آیا
نمودِ حسن و جوش عشق کے انداز تو دیکھو کہ اک بیگانہ وار اُٹھا اور اک دیوانہ وار آیا

بہت دیکھا تو حسن پر بس عشق مفتوں ہے مگر وہ عشق جس پر حسن کو خود بھی پیار آیا(۱۳)

سید ابوذر بخاری جب اپنے گردو پیش پھیلے ہوئے معاشرے میں حسن و عشق کے ساتھ انسانوں کی بوالہوسی اور جنسی ہوسناکی کے جذبات' درندگی اور وحشیانہ پن کے مظاہر دیکھتے ہیں تو ان کا قلم خون کے آنسو روتا ہے اور اُن کا اظہارِ غم شعروں میں ڈھلتا ہے اور وہ آلودگیوں میں لتھڑے ہوئے حسن و عشق کے متعلق کہہ اُٹھتے ہیں۔

حسن رُسوا ہے شاہراہوں میں عشق برباد ہے گناہوں میں
دل ہو مسرور جب گناہوں میں کیا اثر ہو گا اُس کی آہوں میں
کب سے کافورِ فطرتِ انساں مسخ و پامال ہے سیاہوں میں(۱۴)

نکبت وادبار کے اس ماحول سے ابوذر بخاری دلبرداشتہ ضرور ہوتے ہیں۔ لیکن وہ مستقبل سے ناامید و مایوس نہیں ہیں۔ انہوں نے خود زندگی بھر مخلوقِ خدا کی اصلاح کے لئے تگ و دو کی۔ اس لیے انہیں یہ بجا امید ہے کہ اس گھن زدہ معاشرہ میں بھی ان کی مساعی رنگ لائیں گی اور تاراج شدہ چمن میں فصلِ بہاری آکر رہے گی۔

غرورِ عقل ہوگا اب شناسا عقل منزل سے جہاں میں انقلاب آئے گا میر کے عزمِ کامل سے
بجے گا سازِ شوق اب زخمہ شورِ جلاجل سے چمکنے کو ہے مطلع خندہ برقِ صیاقل سے
بنے گا ذرہ ذرہ' قیس عامر دستِ الفت کا ابھی جھانکے گی لیلی طلب گردِ قوافل سے
کنارے آلگے گی کشتی امید لمحوں میں اگرچہ اُٹھ رہی ہے موجِ طوفاں کنجِ ساحل سے(۱۵)

....

وہ چھٹ رہا ہے اندھیرا مچل رہا ہے سویرا ثباتِ عزم و یقیں کا دیا تو اب نہ بجھاؤ
وہ شب ڈھلکنے لگی ہے' سحر ہمکنے لگی ہے خزاں دبکنے لگی ہے' گلوں کا دل نہ دکھاؤ
ہوا سنکنے لگی ہے۔ کلی چٹکنے لگی ہے فضا مہکنے لگی ہے' چمن کو بھول نہ جاؤ(۱۶)

حوصلہ مندی' جرأت اور عزم و ہمت کا پیغام سید ابوذر کے کلام کا جوہر ہے۔ انہوں نے قوم کے شاہینوں کو شجاعت و دلاوری ایسے فولادی ہتھیاروں سے لیس کرنے کے لیے غیرت و حمیت کا درس دیا ہے۔ ابوذر بخاری باطل قوتوں کے خلاف کھڑا ہو جانے کا حوصلہ اور ولولہ پیدا کرتے ہیں۔ ان کے ہاں مایوسی اور پژمردگی کی بجائے عزمِ راسخ کا سندیسہ ملتا ہے۔ اس سرمدی پیغام کے شعری صورت میں اظہار

کے لیے وہ فنی محاسن پر بھی مضبوط گرفت رکھتے ہیں اور خوبصورت الفاظ وتراکیب اور استعاروں سے کام لینا جانتے ہیں۔اُن کی نظم "وقت کی آواز" ان کی قادر کلامی‘ شعری رموز سے آشنائی اور قوتِ پیغام سے مملو ہے۔چند اشعار ملاحظہ فرمائیں۔

کپکپاتی ہیں اگر وحشتیں ڈرتے کیوں ہو　　طلعتِ شوق کی تنویر یونہی ہوتی ہے
دورِ ماضی کا جہاں تاب‘ وہ عہد زریں　　دُرجِ تاریخ کا یکتا وگراں موتی ہے
تم میں مفقود ہے گر عزم مکافاتِ عمل　　پھر نہ دو طعنہ کہ تقدیر پڑی سوتی ہے

....

جب کھلا غنچۂ ایقاں تو فسوں زارِ جہاں　　صورتِ برق طپاں‘ شعلہ فشاں بھڑکے گا
جب چلی تیرگی یاس میں شمع امید　　ظلمتوں میں بھی تجلی کا سماں پھڑکے گا
فکر بدلیں گے‘ نظر بدلے گی‘ تم بدلو گے　　پھر تو کردار میں ایثارِ نہاں دھڑکے گا
میں تو کہتا ہوں طواغیت تڑپ اٹھیں گے　　دستِ الہام سے جب عقل کا در کھڑکے گا
بجلیاں ظلم کی گرتی ہوئی رُک جائیں گی　　اتنی شدت سے مرا رعدِ فغاں کڑکے گا (۱۷)

سید ابوذر بخاری خود قلم کے مزدور تھے اور مزدوروں کے بیباک ترجمان بھی تھے۔آپ نے مزدوروں کے حقوق کے لیے ایک توانا آواز بلند کی اور سہ روزہ "مزدور" کا اجرا بھی کیا۔سید ابوذر نے معاشرہ کے اس مظلوم اور پسے ہوئے طبقے کے منہ میں زبان دی اور طنز ونشتریت سے کام لیتے ہوئے نظامِ سرمایہ داری اور جاگیرداری پر کاٹ دار اور گہری ضرب لگائی۔

نو پیرا با اندازِ دگر مزدور ہے ساقی‘　　خمارِ نغمہ زائی سے چمن مسحور ہے ساقی
بپا ہے زلزلہ غربت کی دہشت سے بھی ایواں میں　　کہ شاہیں کے مقابل جرات عصفور ہے ساقی
فرنگی کا تمدن ہو کہ یا تہذیب منگولی　　وہ ہے شر عزازیلی‘ یہ مکر و زُور ہے ساقی
جو ہو کونین پر حاوی نظامِ صالح الفطرت　　ترا قانون ہے ساقی‘ ترا دستور ہے ساقی
عطا ہو فکر بوذرؓ‘ جذبہ فاروقؓ پھر ہم کو　　تجھی سے یہ دعا‘ ہمدہ مزدور ہے ساقی

....

اسلام کو مکمل نظام زندگی سمجھتے ہوئے ابوذر بخاری نے لادین نظاموں کے خلاف بڑے زور دار انداز میں لکھا۔ابوذر بخاری نے اس دلیل کو جھٹلادیا کہ اسلام میں مزدوروں‘ کسانوں اور محنت کشوں کو

وہ حقوق حاصل نہیں ہیں۔ بُتّ کی تشہیر دیگر نظاموں میں زور و شور سے کی جاتی ہے۔ ابوذر بخاری کے کلام میں روحِ عصر پوری طرح موجود ہے۔ انہوں نے عصری مسائل کا گہری نظر کے ساتھ مطالعہ کیا اور پھر ان پر اپنی رائے دی۔ وہ اسلام اور دیگر نظاموں کا تقابل کرتے ہیں۔

وقت کے قصر میں فغفور و سکندر ہی نہیں — میرے دامن میں خلافت بھی ہے، جمہور بھی ہیں
نالہ دل، دودِ فغاں ہی نہیں میری نوا — میری آواز میں پنہاں کئی منشور بھی ہیں
میری نظروں میں ہیں، دھقان و عوام و مزدور — چبھتے نشتر بھی ہیں، رستے ہوئے ناسور بھی ہیں
میرے افکار کی پہنائیاں دیکھو کہ یہاں — دین و دُنیا کے قوانین بھی ہیں، دستور بھی ہیں (۱۹)
جو قصدِ منزلِ حق ہے تو پھر کتابِ مبیں کو — ہجوم تیرہ شبی میں چراغِ راہ بناؤ
یہی ہے، درسِ اخوت، یہی پیامِ بقا ہے — کہ آدمی کے ستم سے تم آدمی کو چھڑاؤ (۲۰)

سید ابوذر بخاری نے سُرخ و سفید کی سیاست کی بجائے دینِ فطرت کی ترجمانی کو افضل گردانا اور اسلام کی دیگر نظام ہائے حیات پر برتری اور فوقیت کا ڈنکا بجایا۔ انہوں نے اس مسئلہ پر سودے بازیوں اور مصلحتوں کی بجائے واضح اور دوٹوک موقف اختیار کیا۔ جس پر انہیں کڑے مصائب بھی جھیلنا پڑے۔ ابوذر بخاری کی گونجدار آواز اس طور بلند ہوئی کہ دینِ حق کی ابدی صداقت اور ازلی حقانیت نکھر کر سامنے آئی اور مخالفین کے اُٹھائے گئے اعتراضات اور پھیلائے گئے شکوک و شبہات کا گرد و غبار دُور ہو گیا۔

سُرخ واسپید کی تجدید میں محصور ہو تم — ایک جہانگیر اخوتؒ کا فدا کار ہوں میں
تم ہو غوغائے عفاریت جہانِ منگول — عرصہ دہر میں گونجی ہوئی للکار ہوں میں
فلک آرائی انجم سے مجھے کیا لینا۔ — نورِ ایقاں سے دمکتا ہوا سیار ہوں میں (۲۱)

جب مذہب کے لبادے میں مفادات کے حصول کی کوششیں شروع ہوتی ہیں تو عام لوگ مذہب سے متنفر ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ اس وقت اس امر کی شدید ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ اصل دین اور نام نہاد مذہبی اجارہ داروں کے ملغوبہ و ساختہ مذہب میں امتیاز ہو۔ سید ابوذر بخاری نے جہاں لادین طبقات کو نوکِ قلم پر لیا۔ وہیں مذہبی اجارہ داروں کو بھی آڑے ہاتھوں لیا اور قلم کی شمشیر براں سے ان کے بخیے اُدھیڑ کر رکھ دیئے۔

میں اگر زیغِ تفکر کا گلہ کرتا ہوں — تم دلیلوں کے غبارے مجھے لا دیتے ہو
میرے معتوب سے ماحول کو مذہب کے عوض — کتنی تلبیس سے پیمانِ وفا دیتے ہو

میں اگر حکمت والہام کا دیتا ہوں سبق تم اسے جہل کے پردوں میں چھپا دیتے ہو
الغرض دیں ہو' سیاست ہو' معیشت ہو یا معاد ساری دولت کو شکم پر ہی لٹا دیتے ہو (۲۲)

روانی اور سلاست اور ایجاز واختصار شعر کی جان ہوا کرتے ہیں جو سامع و ناظر کے دل پر براہ راست اثر کرتے ہیں- سید ابوذر بخاری کے کلام میں سادہ بیانی و سلاست اور ایجاز و اختصار کی مثالیں بکثرت ملتی ہیں- بے ثباتی دنیا کے مضمون پر مشتمل یہ شعر سہل ممتنع کی بہترین مثال ہے-

آخرت اختیار کر' دُنیا لاکھ اپنی ہو پھر پرائی ہے (۲۳)

....

ہم نے جھیلا ہے دُکھ زمانے کا کاروانوں کے نقشِ پا ہیں ہم (۲۴)

....

دے کے غم ایسے ہوئے حشر تلک ہم سے جدا اب ملے بھی تو وہ شاید کبھی خوابوں میں ملیں (۲۵)

....

جو بھی مجذوب ہے زمانے میں ہم فقیروں کا یار بیلی ہے (۲۶)

....

جب سے دیکھا ہے' حسن سادہ ترا ہر حسیں' ہیچ ہے نگاہوں میں

....

تیری یاد اور آنسوؤں کی لڑی تارے گرتے ہیں تیری راہوں میں (۲۷)

....

دنیا کی بے ثباتی اور ناپائیداری صوفیائے کرام کی تعلیمات کا اہم موضوع رہا ہے- سید ابوذر بخاری چونکہ خود بھی ایک صوفی بزرگ تھے اور سلسلہ قادریہ کی ایک ممتاز رُوحانی شخصیت حضرت شاہ عبدالقادر رائپوریؒ کے خلیفہ مجاز بھی تھے- یہی وجہ ہے کہ سید ابوذر بخاری کے ہاں بھی آخرت کی فکر اور تیاری' موت کی یاد دہانی و تلقین بڑی دردمندی اور دلسوزی کے ساتھ شعروں کے پیکر میں در آئی ہے-

زندگی لاکھ مسلسل ہو نہیں اس کو بقا اس کی تمثیل و علامات حبابوں میں ملیں (۲۸)

....

ہے یہ دُنیا و جہاں مزرعِ عقبیٰ لاریب حاصل عمر ہے تدبیر جسے بوتی ہے (۲۹)

....

اے انیس جہانِ تنہائی آکہ تجھ بن یہ جاں اکیلی ہے

....

موت جیسی کٹھن مصیبت بھی تیری خاطر سے ہم نے جھیلی ہے(۳۰)

....

سفر لمبا ہے منزل دُور' یاں کچھ دیر ستالے سرائے کو کبھی گھر جان کر آیا نہیں کرتے

....

ٹھکانہ گور ہے تیرا' عبادت کچھ تو کر غافل کہاوت ہے کہ خالی ہاتھ گھر جایا نہیں کرتے(۳۱)

....

جسم خاکی چلے گا جو سوئے عدم' جانِ عاجز کو کیسے قرار آئے گا
چار شانوں کے مرکب پہ ہو گا رواں' آدمی اتنے لمبے سفر کے لیے(۳۲)

غم واندوہ اور سوز و گداز سے ایک درد مند انسان کا دل خالی نہیں ہو سکتا اور پھر جب قلب حزیں شاعر کا ہو تو وہ سوز و غم اور غم دوراں غم جاناں کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ابوذر عثاری طبعًا انتہائی رقیق القلب تھے۔ان کی شاعری میں سوز و گداز کا پایا جانا فطری ہے۔ان کا زاویہ اظہار اتنا غمگین اور افسردہ ہوتا ہے کہ ان کے غم پر اپنے دُکھ اور درد کا گماں ہی نہیں بلکہ یقین ہونے لگتا ہے اور قاری کے غم اور کرب کی کسک ابوذر عثاری کے سوز و گداز میں یکجان ہو جاتی ہے۔

غموں کا بوجھ اُٹھائے ترے فراق میں ہم چراغِ اشک جلائے ترے دیار آئے(۳۳)

....

صبح نشاط' شام غریباں ہے آج کل صحنِ چمن بھی عکس بیاباں ہے آج کل
داغِ جگر بھی گنج شہیداں ہے آج کل سر اشک خوں بھی شمع فروزاں ہے آج کل
دل ہے مثالِ کلبہ تاریک و پر زغم روحِ علیل مسکنِ حرماں ہے آج کل
دردِ فراق' اشک تحسر' فغانِ شب افسانہ حیات کا عنواں ہے آج کل(۳۴)
دلِ مجروح کو اب چاہیے مرہم تلطف کا فسردہ ہو رہی ہے پھر غم سے رُوحِ جواں میری(۳۵)

....

یہ مقدر بھی اک پہیلی ہے خالی دامن ہے پُر ہتھیلی ہے
نقد دے کر اُدھار اپنایا کیسی بازی یہ ہم نے کھیلی ہے(۳۶)

....

سید ابوذر بخاری کو منظر کشی میں بھی خاص مہارت حاصل ہے-وہ الفاظ کی مدد سے مناظر کی تصویر کشی اتنی دلآویزی سے کرتے ہیں کہ یہ قلمی تصویریں رقصاں اور متحرک دکھائی دینے لگتی ہیں-" حج بیت اللہ کو یاد کر کے" ایک ایسی نظم ہے--جس میں زائر حرمین ارضِ مقدسہ کی اس طرح تصویر کشی کرتا ہے-چند اشعار دیکھئے-

تمناؤں کا مرکز اک سفینہ وہ صحرا میں تپش کی حکمرانی
وہ میقاتِ یلملم اور احرام وہ لبیک و درود و رجز خوانی
خوشا دیوانگی در طوافِ کعبہ زہے بوسیدن سنگ جنانی
حطیم و بابِ کعبہ پر دعائیں وہ فیضِ عام اور رُکنِ یمانی
وہ رونا اور لپٹنا ملتزم سے وہ شوق وصل حسنِ لامکانی
مصلائے براہیمی میں سجدے مبارک اقتدارِ نیک بانی
وہ روحوں کی پیاس اور سوزِ باطن وہ زمزم' اس کی وہ فیضاں رسانی
وہ عرفات ومنیٰ و مظہر عشق وہ مزدلفہ کی شب زریں سہانی
وہ ظہر و عصر کی تکبیر یکجا وہ مغرب اور عشاء کی ہمعنانی
رقیب رُوسیہ کی نامرادی وہ رمی جمرہ' وجہ شادمانی
غلامی اور آقائی کے منظر وہ باقی اور یہ مخلوق فانی(۳۷)

سید ابوذر بخاری نے شاعری کی تمام ہیئتوں غزل' نظم' قصیدہ' قطعہ' رباعی' مخمس اور شہر آشوب وغیرہ میں طبع آزمائی کی ہے-ان کی شاعری میں معاملہ بندی' فحش گوئی اور عامیانہ پن کا گزر' ناممکنات میں سے ہے-کیونکہ وہ ایک پاک نفس درویش' عالی نسب بزرگ اور پاکباز وپاک نہاد انسان تھے-جنہوں نے جذبِ دروں کے اظہار کے لیے شاعری کو ذریعہ اظہار بنایا اور دلِ درد مند کی آہ کو

فضائے بسیط میں بکھیر دیا۔ جس کی بدولت اُردو شاعری کو ایک جاندار اور توانا لہجہ نصیب ہوا جو دراصل ابوذر بخاری کے پیش رو شعراء میر درد' اصغر گونڈوی اور علامہ محمد اقبال کے گہرے اثرات کا مرہون منت ہے جو خلوص' پاکیزگی' وارداتِ قلب' سوزوگداز' سلوک و معرفت کے رموز اور ندرت و تنوع سے عبارت ہے اور ابوذر بخاری کی شاعری کی جان ہے۔ جس کی تب و تاب اور سج دھج دیر تک قارئین ادب کے فکر و نظر کو منور رکھے گی اور یہی سید ابوذر بخاری کی زندہ شاعری کی روشن دلیل ہوگی۔

☆☆☆☆☆☆☆

حوالہ جات

۱- ماہنامہ "نقیب" "ملتان" سید ابوذر بخاری نمبر ص-۱۸ جلد نمبر ۸ شمارہ نمبر ۱۱ اکتوبر، نومبر ۱۹۹۷ء

۲- مصدر سابق ص-۱۹

۳- مصدر سابق ص-۲۰

۴- ماہنامہ "الرشید" لاہور-ص ۵-نومبر ۱۹۹۵ء

۵- ماہنامہ "نقیب" "ملتان" سید ابوذر بخاری نمبر ص-۲۰ جلد نمبر ۸ شمارہ نمبر ۱۱ اکتوبر، نومبر ۱۹۹۷ء

۶- سید عطاء المحسن بخاری "سید ابوذر بخاری ایک ضربِ ید اللّٰھی" روزنامہ "خبریں" لاہور-۹ نومبر ۱۹۹۵ء

۷- ماہنامہ "نقیب" "ملتان" سید ابوذر بخاری نمبر ص-۱۲

۸- پندرہ روزہ "الاحرار" لاہور-ص ۹-یکم جولائی ۱۹۸۹ء

۹- سید ابوذر بخاری، قلمی بیاض-ص ۱۰- مملوکہ ادارۂ "الاحرار" کوٹ تغلق شاہ ملتان

۱۰- ماہنامہ "نقیب" ملتان سید ابوذر بخاری نمبر-ص ۶۶، ۶۵-

۱۱- ماہنامہ "نقیب" ملتان سید ابوذر بخاری نمبر-ص ۵۰-

۱۲- سید ابوذر بخاری قلمی بیاض-ص ۵۲

۱۳- سہ ماہی "مستقبل" ملتان مارچ ۱۹۵۰ء ص ۴۰

۱۴- پندرہ روزہ "الاحرار" لاہور ۱۶ / فروری ۱۹۷۳ء ص ۱۱

۱۵- ماہنامہ "نقیب" ملتان سید ابوذر بخاری نمبر ص-۶۴

۱۶- ماہنامہ "نقیب" ملتان سید ابوذر بخاری نمبر ص-۲۹۸
۱۷- سہ ماہی "مستقبل" ملتان-دسمبر ۱۹۵۱ء ص ۴۸
۱۸- سہ روزہ "مزدور" ملتان جلد :۱ شمارہ :۱ ۵ر مئی ۱۹۵۲ء صفحہ اول-
۱۹- سہ ماہی "مستقبل" ملتان- دسمبر ۱۹۵۱ء ص ۴۹-
۲۰- ماہنامہ "نقیب" ملتان- سید ابوذر بخاری نمبر ص ۲۹۸-
۲۱- سید ابوذر بخاری- غیر مطبوعہ قلمی بیاض- ص ۱۰۵
۲۲- سید ابوذر بخاری "طلوعِ سحر" ص ۱۱- ناشر مکتبہ الاحرار ملتان (نومبر ۱۹۹۱ء)
۲۳- پندرہ روزہ "الاحرار" لاہور-۱۶ر جون ۱۹۷۴ء ص ۹-
۲۴- سید ابوذر بخاری "طلوعِ سحر" ص ۴-
۲۵- پندرہ روزہ "الاحرار" لاہور-۱۶ر مارچ ۱۹۷۳ء ص ۷-
۲۶- پندرہ روزہ "الاحرار" لاہور-۱۶ر فروری ۱۹۷۳ء ص ۱۱-
۲۷- پندرہ روزہ "الاحرار" لاہور-۱۶ر فروری ۱۹۷۳ء ص ۱۱-
۲۸- پندرہ روزہ "الاحرار" لاہور-۱۶ر مارچ ۱۹۷۳ء ص ۷-
۲۹- سہ ماہی "مستقبل" ملتان-دسمبر ۱۹۵۱ء ص ۴۷-
۳۰- پندرہ روزہ "الاحرار" لاہور ۱۶ر فروری ۱۹۷۳ء ص ۷
۳۱- سید ابوذر بخاری- قلمی بیاض- ص ۱۵۲-
۳۲- پندرہ روزہ "الاحرار" لاہور- یکم فروری ۱۹۸۰ء ص ۹-
۳۳- سید ابوذر بخاری- قلمی بیاض، ص ۱۶۹-
۳۴- ماہنامہ "نقیب" ملتان- سید ابوذر بخاری نمبر ص ۱۶۲-
۳۵- سید ابوذر بخاری قلمی بیاض، ص ۶۵-
۳۶- پندرہ روزہ "الاحرار" لاہور-۱۶ر فروری ۱۹۷۳ء ص ۷-
۳۷- ماہنامہ "نقیب" ملتاب سید ابوذر بخاری نبر ص ۹۵-

☆☆☆☆☆☆☆